بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل اللسان مترجما عن الغیوب والاذن قمعا للقلوب والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد الذی ھو کشاف للکروب وشاف عن العیوب وشافع لاھل الذنوب وعلی آلہ وصحبہ الاتقیاء الاصفیاء المسبحین قبل طلوع الشمس وقبل الغروب الذین لایمسھم فترۃ ولا لغوب من اعداء الظاھر والباطن فی الحروب وعلی اولیاء امتہ الذین بذلوا مھجھم فی لقاء المحبوب ورضاء للشھود المحجوب

اما بعد اس زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ہر چہار طرف قوالی کا زور ہے اور مجالس سماع کا شور ہے نہ اسکے آداب پر نظر ہے نہ اُسکے شرائط وموانع کی خبر ہے ہر عامی اجتہاد کا دم بھر رہا ہے اور محققین سے بحثیں کر رہا ہے کوئی بزرگان پیشین کے فعل کو سند لاتا ہے کوئی رسالے اور اشتہار دکھاتا ہے اسی طرح طرف ثانی میں کسی کو اولیاء اللہ پر انکار ہے اور علی الاطلاق اس عمل کی حرمت پر اصرار ہے کسی کو یہ تماشائے اختلاف دیکھکر حیرانی ہے اور ناحقیقت شناسی سے پریشانی ہے اسلئے اِس ہیچمدان نے حسبۃً للہ واظہاراً للحق چاہا کہ چند مختصر فصول اس مسئلہ کے متعلق لکھے اور اس فن کے مسلم الثبوت ائمہ کے ارشادات اُن میں پیش کرے تاکہ حق کا ایضاح ہو اور اہلِ غلط اور اہلِ غلو کی اصلاح ہو وما علینا الا البلاغ المبین وان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین

تمہید

جاننا چاہئے کہ اول تو اسی میں کلام ہے کہ آیا ائمہ اربعہ میں سے کسی نے سماع کو جائز رکھا ہے اور اگر کسی کے نزدیک جائز ہے تو امام ابوحنیفہ رح کی

ہم لوگ تقلید کرتے ہیں آیا اُن کے مذہب میں بھی جائز ہے اور اگر کسی نے اُن سے بھی جواز نقل کیا ہو تو وہ ناقل علماء مذہب حنفی سے ہے یا نہیں پھر شقِ ثانی پر یہ نقل علماء حنفیہ کی نقل کے معارض تو نہیں اور درصورت تعارض کس کی نقل کو ترجیح و تقدیم ہے اور درصورت عدم جواز بمذہب حنفی آیا حنفی کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا چاہیئے یا اپنے امام کے قول کو لینا چاہیے اور اگر دوسرے امام کے قول کو لیکر سماع کو جائز کہا جاوے تو آیا وہ مطلق سماع ہے یا مع آلات ہے اور اگر مع آلات ہے تو آیا کل آلات جائز ہیں یا بعض اور جو کچھ بھی ہو آیا اباحت اُسکی قیاسی ہے یا قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منصوص ہے اور ہر حال میں اُسکی اباحت کے لئے کچھ شرائط و موانع بھی ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانہ کے مجالسِ سماع میں آیا وہ شرائط مجتمع اور موانع مرتفع ہیں یا نہیں اور اگر کسی شخص یا کسی جماعت کے حق میں بوجہ اجتماعِ شرائط وارتفاعِ موانع اہلیت کا حکم کرکے مباح بھی قرار دیا جاوے لیکن احتمال ہو کہ اُسکے سُننے سے دوسرے شخص کو جو اُس کا اہل نہیں ضرر ہوگا تو اس صورت میں اُس اہل کو اجتناب لازم ہے یا نہیں اور اگر نہ اسکو ضرر ہو نہ اسکی وجہ سے دوسروں کو تب بھی بوجہ تشبہ اہل بدعت کے اُسکا ترک ضروری ہے یا نہیں اور اگر کہیں تشبہ کا بھی شبہ نہ ہو تب بھی اختلافِ علماء سے بچنے کی نیت سے یکسوئی اولیٰ ہے یا نہیں یہ دس مقصد چھوٹی چھوٹی دس فصلوں میں لکھکر خاتمہ پر کتاب کو ختم کر دینگے والی اللہ تعالیٰ الالتجاء منہ الابتداء والیہ الانتہاء۔

فصل اول ۔ اسکی تحقیق کہ ائمہ مجتہدین میں سے آیا سماع کو کسی نے جائز کہا ہے۔ امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ قاضی ابو الطیب طبری رح نے امام شافعی رح و امام مالک رح و امام ابو حنیفہ رح و امام سفیان رح اور ایک جماعت علماء سے ایسے الفاظ نقل کئے ہیں جس سے استدلال ہوتا ہے کہ اِن سب حضرات کی رائے اسکے تحریم کی ہے آہ اور عوارف المعارف میں ہے کہ امام شافعی رح سے منقول کہ وہ ناپسند فرماتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ اسکو زندیقوں نے وضع کیا ہے تاکہ قرآن مجید میں دل نہ لگنے دیں اور امام مالک رح کے نزدیک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدے اور وہ گانے والی نکلے تو اس عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کر سکتا ہے اور یہی مذہب ہے تمام اہل مدینہ کا اور یہی طرح مذہب ہے امام ابو حنیفہ رح کا اور راگ سُننا گناہوں سے ہے آہ۔

فصل ثانی ۔ اسکی تحقیق میں کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سماع کا کیا حکم ہے درمختار میں ہے کہ تُم

شخص کی بھی گواہی مقبول نہیں جو مجمع میں گاتا ہو کیونکہ وہ شخص لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے۔ قاضیخان میں ہے کہ اصل میں مذکور ہے کہ گانے والے کی گواہی مقبول نہیں جو کہ اُسکا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو جمع کرتا ہے کیونکہ وہ شخص علی الاعلان معصیت کرتا ہے۔ درمختار میں حضرت ابن مسعود رض کا قول نقل کیا ہے کہ آواز لہو اور گانے کی جماتی ہے نفاق کو قلب میں جس طرح پانی گھاس کو جماتا ہے۔ رسالہ نصیحت میں مبسوط سے نقل کیا ہے کہ ملاہی کا سُننا اور گانا سب حرام ہے اور محیط سے لکھا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور ان چیزوں کا سُننا سب حرام ہے۔ اور نہایہ سے لیا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور طنبورہ اور بربط اور دف اور جو اُسکے مشابہ ہو حرام ہے اور رسالہ مذکورہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح کا فتوی منقول ہے اُس میں لکھا ہے کہ مضمرات میں ہے جس شخص نے کہ مباح کیا غنا کو وہ فاسق ہوگا اختیار میں ہے کہ تحقیق غنا گناہ کبیرہ ہے حمادیہ میں ہے تغنی حرام ہے۔ تاتارخانیہ میں امام حلوانی کا قول نہایت شدید نقل کیا ہے یہاں تک منقول تھا رسالہ مذکورہ سے کفایہ حاشیہ ہدایہ میں مستصفے سے نقل کیا ہے کہ غنا سب دینوں میں حرام ہے پس زیادات میں کہا ہے کہ جب وصیت کرے کوئی شخص ایسے امر کی جو گناہ ہو ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور ذکر کیا منجملہ ایسے امور کے گانے والوں اور گانے والیوں کے لئے وصیت کرنے کو اور ظہیرالدین مرغینانی رح سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے زمانہ کی قرات پڑھنے والے کی قرات سُنکر کہے کہ خوب پڑھا وہ کافر ہو جاتا ہے آہ۔ مراد یہ کہ جو غنا سے قرآن پڑھے۔ ہدایہ میں جہاں دعوت کے موقع پر غنا پائے جانے کا حال لکھا ہے مرقوم ہے کہ اِس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ کل ملاہی حرام ہیں حتی کہ لکڑی بجاکر گانا بھی اور اسی طرح امام صاحب کے اُس ارشاد سے کہ میں پھنس گیا تھا یہی معلوم ہوا کیونکہ پھنسنا تو گناہ کی چیز میں ہوا کرتا ہے۔ یہ سب کتابیں معتبر مذہب حنفی کی ہیں جو تدوین مذہب امام ابو حنیفہ رح کے لئے وضع ہوئی ہیں اِن کا اتفاق دلیل کافی ہے اسپر کہ امام صاحب کا مذہب اِس بارہ میں تحریم ہے۔

فصل ثالث ۔ اِسکی تحقیق میں کہ بعض کتب میں جو امام ابو حنیفہ رح سے جواز منقول ہے وہ حجت ہے یا نہیں۔ اندنوں میں بعض رسائل شائع ہوئے ہیں جن میں امام صاحب کا مذہب بھی جواز کا نقل کیا ہے سو مصنفین اُن رسائل کے شافعی یا مالکی یا حنبلی یا اہل ظواہر سے ہیں اور علماء حنفیہ کی نقل کا حال فصل ثانی میں معلوم ہو چکا سو تعارض کے وقت حسب قاعدہ مسلمہ اہل البیت ادرٰی بما فیہ علماء

غیر مذہب کی نقل مرجوح و ناکافی ہوگی جس طرح اگر حنفی دوسرے مذہب کا کوئی قول اُس مذہب کے علماء کے خلاف نقل کرے تو حنفی کا نقل کرنا حجت نہوگا خود صاحبِ ہدایہ نے حلّتِ متعہ کو امام مالک رح کی طرف نسبت کیا چونکہ اُن کے علماء مذہب کی تصریح کے خلاف ہے اسلئے کسینے بھی اعتبار نہیں کیا۔

فصل رابع۔ اسکی تحقیق میں کہ آیا حنفی کو مسئلہ سماع یا کسی دوسرے ایسے ہی مسئلہ میں اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا بلا ضرورت جائز ہے یا نہیں۔ کتب اصول و فقہ میں وجوبِ تقلید شخصی پر دلائل قائم ہو چکے ہیں اور مقلدین کے نزدیک یہ مسئلہ مسلمات اور اَجلٰے بدیہیات سے ہے اسلئے بلا اضطرار شدید دوسرے مذہب کا اختیار کرنا صریح شعبہ غیر مقلدی کا ہے بالخصوص حظِ نفس کے لئے ایسے حیلے ڈھونڈھنا سخت ضعفِ دین کی دلیل ہے۔

فصل خامس۔ اس تحقیق میں کہ اگر دوسرے ہی امام کا قول لے لیا جاوے تو آیا مطلق سماع کی اجازت دی ہے یا مع آلات۔ اور پھر کونسے آلات۔ امام غزالی رح جو شافعی مذہب ہیں احیاء العلوم میں مزامیر اور اَوتار جس میں ستار وغیرہ بھی داخل ہے اور طبل کو جو ڈھولک کو بھی شامل ہے اِن سب کو حرام فرماتے ہیں اور دَف کی نسبت صاحب عوارف کہ وہ بھی شافعی ہیں فرماتے ہیں کہ گو امام شافعی رح کے مذہب میں اس میں گنجایش ہے تاہم ترک کرنا بہتر ہے اور احتیاط پر عمل کرنا اور اختلاف سے بچنا خوب ہے آہ۔ اور رسالہ ابطال میں حرمتِ آلات کو جمہور کا مذہب قرار دیا ہے اور بوارق میں مزمار کو حرام لکھا ہے اور مصنف اِن دونوں رسالوں کے حنبلی و شافعی ہیں۔ اور حنفیہ کا مذہب تو فصل ثانی میں معلوم ہو ہی چکا ہے

فصل سادس۔ اسکے بیان میں کہ درصورتِ اباحتِ سماع آیا اسکی اباحت قیاسی ہے یا حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

سو اقوال سے ظاہراً ممانعت ہی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ترمذی و ابن ماجہ نے ابو امامہ رض سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے والی لونڈیوں کے بیچنے اور خریدنے اور ان کی کمائی اور محنت کھانے سے اور طبرانی نے بروایت عمر رض نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اُسکا گانا حرام ہے اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ انکو اسکی تعلیم دو اور انکی تجارت میں خیر نہیں اور اُن کے دام حرام ہیں اور ابن ابی الدنیا اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رض سے

روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم اُس ذات پاک کی جس نے مجھکو دین
حق دیکر بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنی آواز کو گانے میں مگر مسلط فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اُسپر
دو شیطانوں کو کہ سوار ہوتے ہیں وہ اُسکے کندھوں پر پھر اُسکے سینے پر لاتیں مارتے ہیں جب تک
کہ وہ خاموش نہ ہو جاوے اور ابن ابی الدنیا نے ذم ملاہی میں اور بیہقی نے سنن میں ابن مسعودؓ
سے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا بڑھاتا ہے قلب میں نفاق کو جسطرح
بڑھاتا ہے پانی ترکاری کو اور بہت احادیث اِس باب میں مروی ہیں یہ تو مطلق سماع کے باب میں روایات
نقل کی گئیں اور خصوص معازف و مزامیر کے باب میں بھی بکثرت دلائل حرمت کے وارد ہیں امام بخاریؒ
نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں
کہ خز اور حریر اور شراب اور معازف کو حلال سمجھیں گے اور ترمذی نے یحییٰ بن سعید سے مرفوعاً
روایت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی اُسوقت
اُن پر بلائیں نازل ہونگی منجملہ اُن کے گانے والی لونڈیوں اور معازف کے تیار کرنے کو بھی شمار فرمایا اور
بزار اور مقدسی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو آوازیں ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں ایک مزمار کی آواز گانے کے وقت دوسری چلانے
کی آواز مصیبت کے وقت۔ اور مثل اسکے بہت احادیث ہیں شروع فصل سے یہانتک یہہ
سب حدیثیں رسالۂ ابطال دعوے الاجماع سے نقل کی گئیں اور رحمۃ مہداۃ میں قیس بن سعد
بن عبادہ رضؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میرے رب نے حرام
فرمایا مجھپر شراب اور قمار اور قنبیر یعنی عود یا طنبورہ اور ڈھولک اور ابن عباس رضؓ سے مروی
ہے کہ فرمایا اُنھوں نے دف حرام ہے اور معازف حرام ہے اور ڈھولک اور مزمار حرام ہیں
روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے اور مشکوۃ میں بیہقی سے بروایت جابر رضؓ نقل کیا ہے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا جماتا ہے نفاق کو قلب میں جس طرح جماتا ہے
پانی کھیتی کو اور سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعضے
لوگ شراب کا نام بدل کر اُسکو پئیں گے اور اُن کے سروں پر معازف اور گانے والیوں سے بجایا
گایا جاوے گا اللہ تعالیٰ اُن کو زمین میں دھسا دے گا اور اُنکو بندر اور خنزیر بنا دے گا اور جامع ترمذی

میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں بھی خسف اور مسخ واقع ہوگا
جب علی الاعلان ہوجاویں گانے والیاں اور معازف اور مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر ہوجاوینگی
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہونگے آپ نے
فرمایا کیوں نہ ہونگے بلکہ صوم وصلوٰۃ وحج سب کچھ کرتے ہونگے کسی نے عرض کیا کہ پھر اس سزا کی کیا وجہ
آپ نے فرمایا کہ اُنہوں نے معازف اور گانے والیوں کا شغلہ اختیار کیا ہوگا اور مسند احمد میں مروی ہے
ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک مجکو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کے لئے رحمت بناکر
بھیجا ہے اور مجکو حکم دیا ہے کہ مٹادوں مزامیر اور معازف کو اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے
روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے گانے والیوں پر اور
جس کی خاطر گایا جاوے اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع فرمایا غناء سے اور اُسکے سُننے سے مشکوٰۃ کے بعد کی روایتیں رسالہ نصیحت سے نقل کی
گئیں ہرچند کہ بعض روایات پر ضعف کا حکم لگایا جایا کرتا ہے مگر اول تو سب ضعاف نہیں بہت سی صحاح
بھی ہیں پھر کثرتِ طرق بالاتفاق جابرِ ضعف ہوجاتا ہے یہانتک تو قولی روایتیں ہیں جن سے کھلم کھلا
ممانعت معلوم ہوتی ہے رہا حضرت شارع علیہ السلام کا فعل سو ہرچند کہ مدعین جواز قصہ عروسی ربیع بنت
معوذ اور قصہ غناء جاریتین فی یوم الفطر وقصہ نذر وقتِ رجوع غزوہ کو اثباتِ مدعا کے لئے پیش کرتے
ہیں اور اہل ظاہر نظر سرسری میں اسکو جواز کی دلیل بھی مان لیتے ہیں مگر انصاف یہ ہے کہ ان روایات
میں غناء لغوی مذکور ہے اور اُس میں گفتگو نہیں جس غناء میں گفتگو ہورہی ہے وہ صرف اس کا نام نہیں
کہ کوئی شعر ذرا آواز بناکر پڑھ دیا بلکہ خاص نغمات وتحریکِ صوت برعایتِ قواعدِ موسیقی کا نام ہے
اِن روایات میں اُسکا کہیں نام ونشان بھی نہیں ایسی حالت میں روایاتِ فعلی جوازِ سماع متعارف کیلئے
کس طرح کافی ہوسکتی ہیں ہمارے اِس دعوے کی تائید کے لئے صاحب عوارف کا ارشاد کافی حجت
ہے وہ فرماتے ہیں یہ جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے شعر سُنا یہ
غناء کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ شعر ایک کلام منظوم کا نام ہے اور اس کا مقابل نثر
کہلاتا ہے اگر مضمون اچھا ہے تو شعر بھی اچھا ہے اگر وہ بُرا ہے تو یہ بھی بُرا ہے اور غناء تو خاص

نغمات اور الحان سے ہوتا ہے اور اگر کوئی منصف انصاف سے کام لے اور غور کرے کہ اہل ز... عشق جمع ہوتے ہیں اور گانے والا اپنا دف اور بانسلی والا بانسلی لیکر بیٹھتا ہے اور پھر دل میں سوچے کہ آیا اِس ہیئت سے یہ جلسہ کبھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہے اور آیا ان حضرات نے کبھی قوال کو بلایا ہے اور اُس کے سُننے کو جمع ہو کر بیٹھے ہیں بالضرور انکار کر اٹھے گا کہ ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت نہیں ہوئی اور اگر اس عمل میں کوئی فضیلت مقصودہ ہوتی تو یہ حضرات اُسکو ہرگز نہ چھوڑتے آہ۔ یہ تو احادیث صحیحہ سے استدلال کرنے کا ذکر تھا اگر گو حدیث سے ثابت ہے مگر استدلال صحیح نہیں اور اس باب میں جو موضوع حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جیسا قصہ تقسیم فرمانے چادر مبارک کا اُن کے تو جواب ہی کی حاجت نہیں کیونکہ خود اُن کا ثبوت نہیں چنانچہ تقسیم رداء کے قصہ کو صاحب عوارف نے تصریحاً موضوع کہا ہے۔

پس ہرگاہ احادیثِ قولیہ سے ممانعت ثابت اور احادیثِ فعلیہ سے جواز غیر ثابت اب جواز کا منصوص کہنا جیسا ہمارے زمانہ کے مجوزین اسپر اصرار کرتے ہیں کسیطرح صحیح نہیں پس اباحت جس کے نزدیک ہو قیاسی ہے ایسی حالت میں بعض لوگوں کی یہ دلیری کہ منکرین جواز کو کافر کہتے ہیں کہ غایت بے احتیاطی کی بات ہے اگر کسی کو رسالہ بوارق الاسماع فی تکفیر من یحرم السماع یا اُسکی مثل کسی تصنیف یا تحریر سے شبہ پڑا ہو تو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اُنھوں نے سماع کے معنی عام لئے ہیں حتیٰ کہ نظم سادہ و نثر کو بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں کلام نہیں جیسا اوپر ابھی ذکر ہو چکا۔

فصل سابع ۔ اسکے بیان میں کہ درصورتِ اباحت اُسکے لئے کچھ شرائط و موانع ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانہ میں آیا وہ شرائط پائے جاتے ہین یا موانع موجود ہین سو امام غزالی رحمہ نے احیاء العلوم مین پانچ شرطین اور پانچ مانع لکھے ہین شرطیں یہ ہیں :-

اوّل رعایت زمان و مکان و اخوان کی حضرت جنید رحمہ نے فرمایا کہ سماع تین چیز کا محتاج ہے اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو مت سنو۔

زمان و مکان و اخوان ۔ زمان سے مُراد یہ ہے کہ ایسا وقت ہو کہ اُس میں کوئی ضروری کام شرعی یا طبعی نہ ہو جیسے کھانا کھانا کسی سے قصہ و تکرار ہونا نماز پڑھنا یا اور کوئی ایسا شغل جس سے دل بٹ جاوے مکان سے مراد یہ ہے کہ موقع سماع کا ایسا ہو کہ وہاں آمد و رفت کا رستہ نہ ہو۔ ایسا کوئی ہنگامہ نہ ہو

جس سے دل ہٹ جاوے۔

اخوان سے مراد شرکا مجلس اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ جب مجلس میں کوئی ناجنس جو دولت باطن سے بے بہرہ ہو آجاتا ہے اُس کا آنا ناگوار اور گراں معلوم ہوتا ہے اور دل اُدھر لگجاتا ہے اسی طرح جب کوئی مغرور دنیادار آجاتا ہے اُسکی آؤبھگت اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی بناوٹ والا ریاکار صوفی شامل ہو جاتا ہے جو ریاکاری سے وجد کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے ایسے لوگوں کی شرکت سے لطف برباد ہو جاتا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے ہمارے زمانہ میں اس شرط کی کہانتک رعایت کی جاتی ہے اکثر نمازوں کے وقت سماع ہوتا رہتا ہے گاہ گاہ نماز بھی فوت ہو جاتی ہے اور جماعت کا فوت ہو جانا اور وقت کا تنگ ہو جانا تو معمولی بات ہے پھر نماز یا جماعت کے فوت ہو جانے سے قلق بھی نہیں بمقابلہ سماع کے سُنن و فرائض کی کچھ زیادہ وقعت نہیں سمجھی جاتی ہے بلکہ بعضے تو کہہ اُٹھتے ہیں کہ یہاں حقیقی عبادت تو یہی ہے اور نماز سے بڑھکر ہے نعوذ باللہ منہ اکثر ایسے موقعوں پر سماع ہوتا ہے جہاں کسی کی بھی روک ٹوک نہیں ہوتی حتیٰ کہ اکثر فواحش و بازاری و عوام الناس تماشا دیکھنے جمع ہو جاتے ہیں تخلیہ کا کہیں بھی اہتمام نہیں ہوتا اکثر اُمرا و اہلِ ثروت حاضر رہتے ہیں عین مجلس میں اُنکی نشست و برخاست میں امتیاز کا لحاظ کیا جاتا ہے ریاکار بھی کثرت سے شریک رہتے ہیں بلکہ زیادہ حصہ انہی لوگوں کا ہوتا ہے بعض مجالس میں اہلِ انکار بھی ہوتے ہیں جو اہلِ حال پر ہنستے ہیں اُن پر طعن و اعتراض کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض موقعوں پر نوبت فوجداری و مناقشہ کی بھی ہو جاتی ہے غرض شرط مذکور کا ایک جزو بھی نہیں پایا جاتا۔

اب دوسری شرط کی نسبت امام صاحب فرماتے ہیں دوسرا ادب یہ ہے کہ حاضرین کی حالت میں غور کرے جن مریدوں کو سماع سے ضرر ہوتا ہے شیخ کو چاہیئے کہ اُن کے روبرو سماع نہ سُنے جن لوگوں کو سماع مضر ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہیں اول وہ شخص جو ابھی طریقت سے واقف نہیں ہوا صرف ظاہری اعمال کو جانتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسکو بوجہ مناسبتِ باطن کے سماع سے ذوق تو ہے مگر ابھی اُس میں حظوظ اور شہوات باقی ہیں نفس کی قوت اچھی طرح شکستہ نہیں ہوئی ایسے شخص کو سماع سُننے سے شہوت کا ہیجان ہوگا اور بیچارے غریب کا راہ مارا جاوے گا اور تکمیل سے رہ جاویگا۔ تیسرا وہ شخص کہ اسکی شہوت بھی شکستہ ہو گئی ہو اور کسی خرابی کا بھی اندیشہ نہ ہو اور اُسکی چشم بصیرت بھی کشادہ ہو گئی ہو اور اللہ تعالےٰ

کی محبت بھی اُسکے قلب پر غالب ہو مگر ظاہری علوم میں کمال اور پختگی حاصل نہ ہوئی ہو اور اسماء وصفات کے مسائل سے اچھی طرح واقف نہ ہو جس سے یہ سمجھ سکے کہ جناب باری تعالےٰ میں کس امر کو نسبت کرنا جائز ہے اور کسکو منسوب کرنا باطل۔ جب ایسا شخص سُننا شروع کرے گا تو سب مضامین اللہ تعالےٰ کی طرف لے دوڑے گا خواہ اُس کا منسوب ہونا باری تعالیٰ کی طرف صحیح ہو یا غلط پس ان خیالاتِ کفریہ سے جسقدر ضرر ہوگا سماع سے اُتنا نفع بھی نہ ہوا ہوگا سو ایسے شخص کو سماع لائق نہیں جسکا قلب ہنوز حُبِ دنیا وحبِ جاہ مین آلودہ ہو اور ایسے شخص کو بھی مناسب نہیں جو محض لذّت اور طبیعت خوش کرنے کو سنتا ہو پھر شدہ شدہ اُسکی عادت ہو جاوے اور ضروری عبادات اور مراعات قلب سے اُس کو باز رکھے اور طریق سلوک اُس کا منقطع ہو جاوے۔

الغرض سماع بڑی لغزش کی چیز ہے ضعیف الحال لوگوں کا اُس سے بچانا واجب ہے آہ اب اپنے زمانہ میں ملاحظہ فرمایئے اکثر سماع میں ایسے ہی ہوتے ہیں جن کے حق میں سماع مضر ہو باطن کی تو کہاں نوبت آتی ہے اُن لوگوں کے ظاہری اعمال تک درست نہیں ہوتے کثرت سے بے نماز ڈاڑھی منڈے رشوت خوار ظالم آوارہ مزاج بدوضع نوعمر پرشہوت حُسن پرست اِس قسم کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور اگر اُن میں کوئی شخص مرتاض عابد زاہد ذوق وشوق والا بھی ہوا مگر علم ظاہری بقدر کفایت نہیں ہوتا نہ شریعت سے آگاہ جس سے یہ سمجھے کہ کون مضمون کا اعتقاد کرنا جناب باری میں جائز ہے اور کس کا ناجائز ہے نہ علم حقیقت مین ماہر کہ مسائل غامضہ کو صحیح صحیح سمجھ سکے نہ عارفین کے اصطلاحات اور رموز سے واقف جس سے اشعارِ مسموعہ کی تاویل کر سکے اور شریعت وحقیقت میں تطبیق دے سکے غرض بے علمی سے خدا جانے کیا واہی تباہی اپنے خیالِ فاسد ووہم کاسد سے جو جی میں آیا سمجھ بیٹھا اور اُس سے مزہ لینا شروع کیا خواہ وہ خیال بدعت ہو یا کفر ہو اُن کو اِس سے کچھ بحث نہیں اپنے مزے سے کام۔

اب خیال فرمایئے کہ جب یہ شعر ناقص العلم کے کان مین پہنچتا ہوگا ۔

گہے در صورتِ مجنوں برآمد　گہے در کسوتِ لیلیٰ فروشد　نہ بچونی برنگِ چوں برآمد　ز دریا موج گوناگوں برآمد

تو بجز اسکے اور کیا خاک سمجھتا ہوگا کہ نعوذ باللہ اللہ میاں مختلف شکلوں میں سیر کرتے پھرتے ہیں اور یہ اعتقاد صریحاً کفر ہے اور ہزاروں اس میں مبتلا ہیں ایسے اشعار کے صحیح صحیح سمجھنے کے لئے دو امر کی ضرورت ہے

اول بزرگوں کی اصطلاحات معلوم ہوں مثلاً دریا کس کو کہتے ہیں موج سے کیا مراد ظہور کیا چیز ہے؟ مختلف اکوان میں نزول کے کیا معنی دوسرے یہ جانتا ہو کہ ان معانی اصطلاحیہ کا اعتقاد جناب باری میں جائز ہے یا نہیں سو یہ دونوں امر موقوف ہیں علم کافی پر اب دیکھ لیجئے کہ اسوقت کے اہل سماع میں سے ایسا تقوےٰ ایسا مجاہدہ ایسا علم کے شخصوں میں پایا جاتا ہے اور اگر کسی ایک آدھ میں سب اوصاف جمع بھی ہوئے تو تمام اہل مجلس میں تو نہیں پھر نااہل کے روبرو اہل کو سُننے کی بھی تو اجازت نہیں پھر ایسی حالت میں دوسری شرط کہاں ملحوظ رہی۔

اب تیسری شرط سُنیئے امام صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرا ادب یہ ہے کہ خوب کان لگا کر مضمون سُنے اِدھر اُدھر نہ دیکھے حاضرین مجلس کے چہروں پر نظر نہ کرے اُن کے وجد و حال کی طرف التفات نہ کرے اپنے دھیان میں لگا رہے اپنے قلب پر نظر رکھے اسکے باطن میں جو من جانب اللہ کشود ہو اُس پر نگاہ رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے دوسروں کے دل بٹ جاویں بلکہ بالکل بے حس اور بے حرکت ہوا بیٹھا رہے نہ کھنکارے نہ جمائی لے سر جھکائے بیٹھا رہے جیسے کسی سوچ میں بیٹھا ہو نہ تالیاں بجاوے نہ کودے اُچھلے نہ کوئی حرکت بناوٹ اور نمائش کی کرے بلکہ بلا ضرورت شدید مُنہ سے کوئی بات نہ نکالے ہاں اگر بے اختیار کوئی کیفیت غالب ہو جاوے اُس میں معذور ہے کوئی ملامت نہیں پھر جب اپنے اختیار میں آجاوے فوراً ہی ساکت و ساکن ہو جاوے پھر یہ شایاں نہیں کہ وہی حالت بنائے رکھے محض اس شرم سے کہ لوگ یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کا وجد جلدی ختم ہو گیا قصداً وجد نہ کرے صرف اِس خوف سے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا سنگدل ہے اسکے قلب میں کچھ صفائی اور رقت نہیں آہ۔ اب اہل زمانہ کی حالت قابل غور ہے کہ اِس شرط کی کہانتک رعایت کرتے ہیں اول تو مضمون سمجھنے والے ہی بہت کم ہوتے ہیں جب سمجھ میں نہ آوے گا تو اُسکی طرف کان ہی کیا لگاویں گے دوسرے گانے والے چونکہ بعض جگہہ خوشرو جوان ہوتے ہیں بعض جگہہ یہ ظلم ہے کہ بازاری عورتیں ہوتی ہیں اہل مجلس اُن کو خوب گھورتے ہیں ایسی حالت میں کشود باطن کا ذکر ہی کیا جسکی طرف متوجہ رہنے کا اُنکو موقع ملے اُنکو اپنی شہوت پرستی ہی سے فرصت نہیں پھر بعض لوگوں میں تو یہ غضب ہے کہ ایسی نظر کو عبادت اور نعوذ باللہ موجب قرب الٰہی سمجھتے ہیں بھلا ایسے عقیدے کے ساتھ ایمان کا سالم رہنا کس طرح ممکن ہے اور اگر کسی نے دیکھنے بھالنے سے احتیاط بھی کی اور سر جھکائے آنکھیں

بند کیے بیٹھا رہا اور کوئی کیفیت بھی ہو گئی اول تو ایسی بے ادبیوں کے ساتھ وہ روحانی نہ ہو گی اور اگر اس سے بھی قطع نظر کی جاوے تو یہ مصیبت ہے کہ اگر ذرہ ہو گی تو اُس کو پہاڑ کر کے ظاہر کر ڈالیں گے کہیں نعرے لگا رہے ہیں کہیں لوگوں پر گرے پڑتے ہیں غرض تمام مجلس میں ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں اگر کوئی صاحب دل اتفاقاً پھنس گیا اِن بیہودہ حرکتوں سے اُس کا تمام تر لطف برباد ہو جاتا ہے غرض تصنع و ریا و ایذار اہل مجلس کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں پھر کیفیت فرد ہونے کے بعد لوگوں کی نظر میں صاحبِ حال بنے رہنے کے خیال سے بہت دیر تک جھوٹا نشہ چڑھائے رکھتے ہیں اور ہو حق کے نعرے لگاتے رہتے ہیں غرض یہ شرط بھی گئی گذری۔

اب چوتھی شرط ملاحظہ ہو امام صاحب فرماتے ہیں کہ چوتھا ادب یہ ہے کہ کھڑا نہ ہو اور نہ بلند آواز سے چلاوے جب تک اپنے کو ضبط کرنے پر قادر ہو آہ۔ اِس شرط کو بھی اہل عصر نے مہمل کر رکھا ہے اچھے خاصے ہوش و حواس درست اگر اپنی حالت و کیفیت کو پوشیدہ رکھنا چاہیں تو ممکن ہے مگر اس طرح عوام کیونکر معتقد ہوں اور مجلس کس طرح گرم ہو اسلئے اسقدر غل غپاڑا کرتے ہیں اور جامہ سے باہر نکلے جاتے ہیں کہ گویا تمام اہل حال کے قبلہ و کعبہ حضرت ہی ہیں۔

پانچویں ادب کے باب میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی صادق الحال کھڑا ہو جاوے تو سب کو اُسکی موافقت کرنا چاہیئے اور وجہ اُسکی یہ ہے کہ اپنے احباب و اصحاب کی رعایت ضروری ہے یہ خلاصہ ہے اُنکی تقریر کا اِس ادب کو سُنکر بعضے لوگ بہت خوش ہونگے کہ اِس پر تو ہمارا پورا پورا عمل ہے سو حضرت من اول تو ایک شرط بجالانے سے کیا کام چلتا ہے جب تک سب پر عمل نہ ہو اسکی تو ایسی مثال ہے اگر کوئی شخص وضو میں صرف مُنہ دھولے اور نہ ہاتھ دھوئے اور نہ مسح کرے نہ پاؤں دھووے اور یہ کہکر ایک جز تو میں نے پورا کر لیا نماز شروع کرے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی نماز بالکل باطل ہو گی دوسرے اگر معنے فہمی سے کام لیا جاوے تو معلوم ہو گا کہ اِس شرط پر بھی عمل نہیں ہے کیونکہ مغز اس شرط کا مراعات احباب کی ہے اور موافقت فی القیام اُسکی ایک ظاہری صورت ہے اور مراعات جانبین سے واجب اللحاظ ہوتی ہے مثلاً جس طرح مقتدیوں کو حکم ہے موافقت امام کا اسی طرح معنی امام پر بھی لازم ہے موافقت قوم کی یعنی نماز میں اُنکی راحت و سہولت کا لحاظ رکھے اسی طرح جہاں سمجھو کہ جس طرح اہل مجلس کو صاحب حال کی موافقت چاہیئے اُس شخص کو بھی قوم کی رعایت چاہیئے۔

بعض لوگ حال فرو ہونے کے بعد بھی اِس قدر قیام طویل کرتے ہیں کہ حضار مجلس کو قیام میدان قیامت کا نظر آتا ہے جس کی مقدار ایک ہزار یا پچاس ہزار سال کی ہوگی علی اختلاف الاقوال تمام اہل مجلس تنگ اور دق ہو جاتے ہیں مگر ان کا زور نہیں گھٹتا غرض یہ شرط بھی رخصت ہوئی۔

یہانتک تو شرائط کا حال معلوم ہوا کہ کیا کیا ہونا چاہیئے تھا اور کیا ہو رہا ہے اب موانع کا حال سُنیئے جن کے ہونے سے سماع ممنوع ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھتے جائیے کہ ہمارے زمانہ کی اکثر مجالس اُن موانع سے مزین ہوتی ہیں امام صاحب رح فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ آیا سماع کسی حالت میں حرام بھی ہو جاتا ہے تو ہم جواب دینگے کہ ہاں پانچ امر ایسے ہیں کہ اُن میں سے ایک بھی پیش آجاوے تو سماع حرام ہو جاتا ہے۔ ایک امر شعر سُنانے والے کے متعلق ہے ایک امر آلۂ سماع کے متعلق ایک خود شعر منظوم کے متعلق اور ایک سُننے والے اور اُسکی عادت ڈال لینے کے متعلق اور ایک سُننے والے کے عوام الناس میں سے ہونے کے متعلق کیونکہ سماع کے ارکان یہی ہیں سُنانے والا اور سُننے والا آلۂ سماع سو پہلا امر اُن عوارض و موانع سے یہ ہے کہ گانے والی عورت ہو جسپر نگاہ کرنا حرام ہے اور اُسکی آواز سے خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور اسی حکم میں ہے نوجوان لڑکا جس سے خرابی کا احتمال ہو اور یہ بالکل حرام ہے اسلئے کہ اس میں خرابی پیدا ہونے کا خوف ہے آہ حضرات آپ نے بزرگوں کے مزارات پر بہت دیکھا ہوگا کہ بازاری عورتیں جن کو دلربائی اور دل فریبی میں خاص ملکہ ہے بے محابا گاتی ہیں اور ہزاروں کے زہد اور تقوی کو برباد کرتی ہیں اگر بعض جگہ اُسکی احتیاط ہے تو خوبصورت خوش وضع لڑکے عمدہ لباس پہنکر مانگ پٹی جماکر تماشائیوں کے نظارہ گاہ ہیں یہ اُس سے بڑھ کر بلا ہے اسکے بعد فرماتے ہیں کہ دوسرا امر جو آلۂ سماع کے متعلق ہے یہ ہے کہ وہ آلہ شرابیوں یا مخنثوں کا شعار ہو اور وہ تمام مزامیر ہیں اور جتنے اقسام تار کے ہیں اور طبل جو ڈھول نما ہو آہ اپنے زمانہ میں دیکھیے اکثر مجالس میں یہی آلات ضرور ہوا کرتے ہیں آگے فرماتے ہیں کہ تیسرا امر نظم کے متعلق وہ یہ کہ مثلاً اُس شعر میں خط و خال و قد و قامت و اوصاف و محاسن محبوبانِ مجازی کا ذکر ہو سو اگرچہ ایسا شعر کہنا یا پڑھنا یا سُننا فی ذاتہ حرام نہیں مگر یہ امر ضرور واجب ہے کہ اُسکو ایسے شخص پر نہ ڈھالے جو اُسکے لئے حلال نہیں اگر ایسا کریگا تو اِس ڈھالنے سے اور اُس میں خیال دوڑانے سے گنہگار ہوگا اور جس شخص کا ایسا گندہ خیال ہو اُس کو سماع سے بالکل علحدہ رہنا چاہیئے آہ اس عارض کے اعتبار سے بھی اپنے زمانہ کی

حالت مخفی نہیں اکثر مجالس میں ایسے اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں اور اہل مجلس میں سے بہتیرے نوجوان
ہوسناک جو نامحرم عورتوں اور امردوں کے عشق میں مبتلا ہوتے ہیں ایسے اشعار کو اُن کی طرف
لے جاتے ہیں جس سے اُن کے قلب میں درختِ فساد کو زیادہ نشوونما ہوتا ہے۔ آگے ارشاد فرماتے
ہیں کہ چوتھا امر سُننے والے کے متعلق وہ یہ ہے کہ اُس شخص میں ابھی قوت شہویہ غالب ہے اور جوانی
کا جوش ہے اور یہ صفت اُسکی دوسری محمود صفات پر غالب ہے ایسے شخص کے لئے سماع مطلقاً
حرام ہے خواہ اُسکے دل میں کسی محبوبِ مجازی کی محبت غالب ہو یا نہ ہو کیونکہ ہر حال میں جب یہ
شخص ایسے مضامین خط و خال و فراق و وصال کے سُنے گا اُسکی شہوت کو جنبش ہوگی اور شیطان
اُس کے دل میں پھونک مار کر کوئی معشوق تراش کر اُسکی طرف متوجہ کر دے گا بس اُسکے دل میں
آتشِ شہوت مشتعل ہوگی اور خبیث قوتیں تیز ہونگی اور اُس میں شیطانی گروہ کو قوت دینا اور لشکر خداوندی
یعنی عقل کو کمزور کر دینا ہے پس واجب ہے کہ ایسے شخص کو مجلسِ سماع سے باہر کر دیا جاوے آہ۔
اب ملاحظہ فرمائیے کہ محض نوجوانی کو موجبِ مضرت بتلا رہے ہیں گو اُس کا دل کسی جگہہ پھنسا نہ ہو
بلکہ ایسے شخص کو مجلسِ سماع سے نکالدینے کو فرما رہے ہیں اور جہاں اور اسباب فساد بھی جمع ہوں تو اُنکا
تو کچھ پوچھنا نہیں۔ اُب اپنے زمانہ کی مجالس ملاحظہ ہوں کہ ان میں اکثر نوجوان ہی زیادہ ہوتے ہیں
اور نکالنے کی تو کیا ہمت ہوگی خود رقعے لکھکر بُلایا جاتا ہے۔ ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا +
پانچویں امر کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ وہ شخص عوام الناس سے ہو نہ اللہ کی محبت اُس پر
غالب ہے نہ کوئی شہوت ہی اُسپر غالب ہے اُسکے لئے فی نفسہ مباح ہے مگر جب اُس کو عادت مقرر
کر لے اور اکثر اوقات اُس میں لگا رہے تو یہ شخص مردود الشہادۃ ہو جاوے گا آہ۔ اب اپنے زمانہ کا
حال دیکھ لیجئے کہ جو لوگ اسمیں مبتلا ہیں اُنہوں نے اسکو بالکل دال روٹی کر رکھا ہے اور ذرا بہانہ مجلس
منعقد کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ یہانتک شرائط و عوارض کی تفصیل اور اپنے زمانہ کی حالت
ہم نے دکھلادی ہے اب جواز و ناجواز کا فیصلہ خود ناظرین کر لیں ہمارے عرض کرنے کی حاجت
نہیں۔ اب کچھ متفرق جملے عوارف المعارف مصنفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا شہاب الدین سہروردی
امام الطریقہ کے مضمون بالا کی تائید میں نقل کئے جاتے ہیں۔
ایک مقام پر فرماتے ہیں وجہ سماع کے منکر ہونے کی یہ ہے کہ بعضے مرید دیکھے جاتے ہیں کہ ابھی

ابھی سے اما[illegible] میں اور اُن کے نفوس ابھی تک صدق مجاہدہ کے خوگر نہیں ہوئے اِس سبب سے اُن کو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ صفاتِ نفس کیا ہیں اور احوالِ قلب کیا ہیں اِس لئے اُن کے [illegible] موافق قانونِ [illegible] طریقت کے منضبط نہیں ہوئے اور اپنے نفع اور نقصان کی چیزوں کو نہیں پہچانتے اور محض مشغولِ سماع ہو جاتے ہیں آہ۔ اس عبارت سے کئی شرطیں معلوم ہوئیں کہ مُرید ہو کر مجاہدہ کر چکا ہو صفاتِ نفس اور حالاتِ قلب میں تمیز رکھتا ہو۔ ضروری احکام کا عالم ہو اور بدوں اِن اوصاف کے مبتدی ہے اُسکے لئے شغلِ سماع مضر ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اُن میں بعض شخص کھڑا ہو جاتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ جانتا ہے کہ کیوں کھڑا ہوا اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب نغماتِ موزوں سُنتا ہے اُس کا اثر کان سے طبیعت تک پہنچتا ہے اور طبیعت موزوں بہر آواز اور نغمہ موزوں اُسوقت ایک حرکتِ طبعی پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کے کھلنے سے نفس کا پردہ کھُل کر قلب پر آپڑتا ہے اور یہ نشاطِ طبعی قلب کو اُبھارتا ہے یہ شخص کھڑا ہو کر رقص موزوں کرنے لگتا ہے اور اُس میں تصنعِ نفسانی کی آمیزش ہوتی ہے اور یہ اہلِ حقیقت کے نزدیک بالکل حرام ہے اور یہ شخص اِس کو قلبی سرور سمجھتا ہے حالانکہ قلبی سرور کا مُنہ دیکھنا بھی اسکو کبھی نصیب نہیں ہوا اور مانا کہ یہ قلبی سرور ہی مگر اس قلب میں نفس کا زنگ ملا ہوا ہے جس میں ہوا وہوس کا میلان بربادی کا سامان موجود ہے اسکو یہ بھی خبر نہیں کہ حرکات میں نیک نیتی کیا ہوتی ہے نہ اسکو صحتِ نیت کے شرطوں کی اطلاع ہے ایسے ہی رقص کے حق میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رقص علامتِ نقص ہے کیونکہ اِس رقص کا منشاء طبیعت ہے جس میں ارادہ نیک نہیں بالخصوص جب کہ اِن حرکات میں کھلا ہوا نفاق بھی ملا ہوا ہو اس طور سے کہ حاضرینِ مجلس میں سے کسی کی نظر میں محبوب و مقرب اور معزز ہونا مقصود ہو اور اُس میں بھی کوئی صحیح نیت نہ ہو بلکہ محض نشاطِ نفسانی اُسکا باعث ہوا ہے کہ کسی سے لپٹ گیا کسی کا ہاتھ چوم لیا کسی کا پاؤں چوم لیا اور اِسی طرح کی اور خفیف حرکتیں جو صوفیہ کے نزدیک محض مہمل اور لغو ہیں البتہ جن لوگوں کو تصوف کی وضع اور نقل ہی بنانا نصیب ہوا ہے اُن کی بات ہی الگ ہے یا مثلاً قوال امرد ہے کہ نفس کو اُس کے دیکھنے کی کشش ہوتی ہے اور اِس سے لذت آتی ہے اور پھر اُس سے خیالاتِ فاسد پیدا ہوتے ہیں یا مثلاً عورتیں اُس مجمع کو تاک جھانک رہی ہیں اور نفوس جو ہوا و ہوس سے بھرے ہیں اُس طرف کھچے جاتے ہیں اور اِن حرکات اور

رقص و اظہار وجد کو گویا سفیر و دلال بنا رکھا ہے یہ سراسر فسق و فجور ہے جسکے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے آہ ۔ اِس قول میں صاف ہی فرما دیا کہ اگر واقع میں سچی حالت بھی ہو اُس میں بھی بعض اوقات نفس کی آمیزش ہو جاتی ہے اور صاحب حال کو پتہ نہیں لگتا اور طبعی حرکت کو قلبی حرکت سمجھ بیٹھتا ہے اور جہاں بالکل ریا ہو اور بدنیتی ہو اُس کا تو ذکر ہی کیا ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اُس زمانہ میں فساد کی یہ کیفیت تھی جسکو حضرت شیخ لکھ رہے ہیں تو ہمارے زمانہ میں جو کئی صدی بعد ہے کیا ٹھکانا ہو گا ۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ البتہ یہ آواز اگر امرد کی ہو جس کی طرف نگاہ کرنے سے خرابی کا اندیشہ ہے یا نامحرم عورت کی آواز ہو گو اُس سماع میں ذکر و فکر کا وجدان ہی کیوں نہ ہو جب بھی وہ سماع حرام ہے بوجہ احتمال فتنہ کے آہ ۔ دیکھئے جب احتمال فتنہ سے حرمت آجاتی ہے اگرچہ وہاں ذکر و فکر کا غلبہ بھی ہو تو جہاں نرا فتنہ ہی فتنہ ہو اور ذکر و فکر کا پتہ بھی نہ ہو بھلا وہاں حرمت کیوں نہ ہوگی

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں چونکہ اِس طریقِ سماع میں فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور احتیاط نہیں رہی اور ایسے ایسے لوگ اس میں لگ گئے ہیں جن کے اعمال و عبادات بہت کم جن کے حالات خراب خستہ اور بکثرت سماع کے مجمع کرتے ہیں بعض اوقات جمعیت کے لئے کھانے کا بھی سامان کیا جاتا ہے جسکے لئے نفس پرور لوگ جمع ہوتے ہیں اُن کو ایسے سماع کی رغبت بھی نہیں ہوتی جو کہ صادق الحال لوگوں کا طریقہ تھا پس سماع میں یہ علت آگئی نفس کو خواہشوں کے حاصل کرنے کے لئے اور کھیل تماشوں کے موقعوں سے مزہ لینے کے لئے اِس طرف میلان ہوتا ہے اور ایسا سماع مرید کی ترقی کا راہزن ہے اور اِس طریقہ میں بالکل اوقات کا ضائع کرنا اور عبادت کا حصہ گھٹا دینا ہے اُس مجمع میں جانے کی صرف اِس وجہ سے رغبت ہوتی ہے کہ نفسانی خواہشوں کو حاصل کرے اور طرب و لہو و عیش و عشرت کے شوقینوں کو راحت و فرحت ہو اور صاف ظاہر ہے کہ اِس طرح جمع ہونا اہلِ صدق کے نزدیک مردود ہے اور بعض اوقات اِن لوگوں کو ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ اُسکو عادت اور معمول مقرر کر لیتے ہیں حتیٰ کہ اُسکی وجہ سے وظائف و اوراد کھو دیتے ہیں آہ ۔ صاحبو اپنے زمانہ کی حالت کو اِس مضمون سے ملا کر دیکھ لیجئے کہ سرِ مو فرق نہیں نکلے گا پھر دیکھیئے کہ ایسی حالت میں سماع کو کس سختی سے روک رہے ہیں اور مضر بتلا رہے ہیں ۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے شیخ ابو عبد الرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ میں نے اپنے دادا سے سُنا

فرماتے تھے کہ سماع سُننے والے کو قلبِ زندہ اور نفسِ مُردہ سے سُننا چاہیئے اور جسکا قلب مُردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لئے سماع حلال نہیں آہ۔ قلب و نفس کا زندہ و مُردہ ہونا ہر ایک کی صفات کے غلبہ سے معلوم ہو سکتا ہے قلب کے صفات یہ ہیں علم و یقین و شکر و صبر و ذکر و خشیت و محبت وغیرہ نفس کے صفات یہ ہیں شہوت غضب کبر عار جاہ حسد وغیرہ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسکا قلب زندہ اور نفس مُردہ ہے اور کسکا بالعکس اور خود ہی انصاف کر سکتا ہے کہ مجھ میں شرط جواز ہے یا نہیں ہے اور ایک جگہہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بڑے حریص تھے کسی نے اُن کو ملامت کی اُنہوں نے فرمایا کہ وہ اِس سے تو بہتر ہے کہ بیٹھ کر غیبتیں کیا کریں اسپر حضرت عمرو بن نجید اور اُن کے اخوان طریقت نے جواب دیا کہ اے ابو القاسم تم بڑی دور پہونچے سماع کی ایک لغزش اتنے اتنے برس لوگوں کی غیبت کرنے سے بدتر اور سخت تر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ سماع کی لغزش میں اَن ہوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ہے اور اپنے حال کو ایک امر غیر واقعی سے رونق دینا ہے اور اس میں بہت سے گناہ ہیں ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پر صریح جھوٹ بولنا ہے کہ اُس نے مجکو فلاں حالت دی ہے حالانکہ وہ حالت اُس کو نہیں دی اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانا بہت ہی بڑا گناہ ہے ایک اُن میں سے یہ ہے کہ بعض حاضرین مجلس کو دھوکہ میں ڈالنا ہے کہ وہ عقیدت مند ہو جاتا ہے اور دُھوکہ دینا خیانت ہے آہ دیکھیئے یہ تو لغزش کا حال ہے جو بلا قصد غلطی اور کمی بیشی ہو جانے کا نام ہے اور جو شخص عمداً ایسی حالت پیدا کرے اُس کا کیا حال ہو گا۔ اَب ملاحظہ فرمایئے کہ اِس قسم کی غلطیوں سے کتنے اہل سماع محفوظ ہیں پھر خلاصہ مضمون کے طور پر فرماتے ہیں کہ اِس مقدمہ میں جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں اُنکی شرح از بس دراز ہے پس اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے ہرگز سماع میں جنبش تک نہ کرنا چاہیئے جب تک ایسی حالت نہ ہو کہ اُس کی حرکت مثل رعشہ والے کے ہو جاوے کہ اُس سے باز رہنے کی قدرت نہیں رہتی ہو اور اُسکی حالت چھینک لینے والے کی سی ہو جاوے کہ چھینک کو ہٹا نہیں سکتا اور اُس کی حرکت مشابہ سانس لینے کے ہو جاوے کہ بے اختیار طبیعت اُسکی متقاضی ہوتی ہے اور سانس والا محض بے اختیار اور مغلوب ہوتا ہے آہ۔ دیکھئے اِس قول سے وجد کی کیا شرط ثابت ہوتی ہے۔ فرح الاسماع میں حضرت جنید رح کا قول مذکور ہے کہ عوام کے لئے سماع بالکل حرام ہے

اِس لئے کہ اُن کے نفس زندہ ہیں آہ۔ اِس سے دو شرطیں معلوم ہوئیں نفس کا مُردہ ہونا جسکی تعریف اوپر گذر چکی اور سماع والے کا خواص میں سے ہونا۔ اِسکے لئے دو چیز کی ضرورت ہے علم شریعت کا ماہر ہو علم حقیقت کا عارف ہو تاکہ تطبیق کی قدرت رکھتا ہو جسکا شرط ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

یہ خلاصہ تھا شرائط و موانع کا جسکو ہم نے احیاء العلوم و عوارف المعارف سے نقل کیا ہے دیگر کتب فن میں بھی اسی مضمون کے قریب قریب مذکور ہے اِن سب شرائط کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

زمان یعنی ایسا وقت جس میں کوئی طبعی یا شرعی حاجت نہ ہو مکان یعنی ایسا موقع جہاں عام آمد و رفت نہ ہو نہ کوئی ہنگامہ قلب کا مشغول کر لینے والا ہو اخوان یعنی شرکاء مجلس میں سے کوئی ناجنس نہ ہو دنیادار نہ ہو ریاکار نہ ہو بلکہ سب کے سب طریقت سے واقف مجاہدہ میں کامل علم ظاہری و باطنی میں اصطلاحاتِ صوفیہ سے باخبر ظاہر و باطن کو مطابق کرنے پر قادر ہوں ورنہ ایسوں کو سُنانا کیا ایسوں کے روبرو سُننا بھی جائز نہ ہوگا۔ بجز مضمون کے کسی طرف التفات نہ کرنا کسی کے آنے جانے کی طرف نہ کسی کے وجد و خیال کی طرف بحس و حرکت بیٹھا رہنا نہ کھنکارنا نہ جمائی لینا نہ اپنے ارادہ سے کوئی جنبش کرنا بعد غلبہ کے کیفیت فرو ہو جانے کے وقت ادب اور سکوت اور سکون اختیار کرنا تصنع و ریا سے حال کی صورت نہ بنائے رکھنا۔ قوال کا خوشرو نوجوان محل شہوت نہ ہونا خواہ لڑکا ہو یا عورت بلکہ اُس میں بھی وہی صفات ہونا جو اہل مجلس میں ہونا ضرور ہے کیونکہ وہ بھی تو شریک سماع ہے بالخصوص عمل اور علم پر قدرت کافی حاصل ہونا ورنہ بے علمی میں تو اسرار و حقائق مضامین کے غلط معنی سمجھکر زبان سے نکال کر اپنا ایمان تباہ کرے گا اور بدعملی میں مشائخ کی عنایت اور خوشنودی مزاج اور اُن کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سے اپنی بدحالی پر اُسکو زیادہ جرأت ہوگی اور اُسکی بُرائی اُسکے جی میں نہ رہے گی اور باعث اِن دونوں خرابیوں کے اہل سماع ہونگے اور ظاہر ہے کہ معصیت کا سبب بن جانا بھی معصیت ہوتا ہے مزامیر اور ڈھولک وغیرہ نہ ہونا اشعار میں مضامین خط و خال و فراق و وصال و مجازی حسن و جمال کا نہ ہونا اگر اتفاقاً ایسے الفاظ آجاویں تو حسب اصطلاحات تصوف محبوب حقیقی کے معاملات پر برعایت حدود شرعیہ اُس کو منطبق کرنا جس کے لئے کمال علم کی ضرورت ہے سُننے والے کا حالت شباب میں نہ ہونا اُس کا خوگر نہ ہو جانا صفات نفسانی و احوال قلبی میں امتیاز کا سلیقہ ہونا وجد میں نشاط طبعی و نفسانی کا ذرہ برابر آمیزش نہ ہونا جسقدر

غلبہ ہوا ہو اُس سے زائد بالکل اظہار نہ ہونا اُس میں اختیار کا بالکل دخل نہ ہونا جب تک ضبط کی قدرت ہو نعرہ نہ مارنا ہاتھ پاؤں نہ ہلانا وجد میں حیثیت فاسد نہ ہونا جیسے تحصیل مال و تحصیل جاہ و قبول عند الخلق کسی کو نہ لپٹنا نہ کسی کے ہاتھ پاؤں چومنا عورتوں کا اُس مجلس کو نہ جھانکنا عوام کے جمع کرنے کے لئے کوئی سامان مثل طعام و شیرینی کے نہ ہونا محض لذت کے لئے نہ سنا کسی عبادت یا وظیفہ کا ناغہ نہ ہونا۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں کہ مجالس سماع میں فی زمانناً یہ شرطیں مجتمع ہیں یا نہیں۔

فصل ثامن۔ اس بیان کی کہ اگر کسی شخص میں اباحت کے تمام شرائط موجود ہوں اور اس لئے سماع اُس کے حق میں مضر نہ ہو مگر اُس کے سُننے سے احتمال ہو کہ دوسرا شخص جس میں وہ شرائط نہیں پائے جاتے سُننے لگے گا اور اُس کو ضرر ہوگا تو اس صورت میں اس شخص پر لازم ہے کہ باوجود خود ضرر نہ پانے کے دوسرے مسلمان بھائی کو ضرر سے بچانے کے لئے ترک کرے کیونکہ جس طرح معصیت کا ارتکاب معصیت ہے اسی طرح معصیت کا سبب اور ذریعہ بننا بھی معصیت ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقوےٰ پر اور مت مدد کرو گناہ اور ظلم پر امام غزالی رح کا ارشاد اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ اگر شیخ مرید کے حق میں سماع کو مضر سمجھے تو اُس کے روبرو سماع نہ سُنے اور کتب فقہیہ میں بہت سے مسائل اِس قاعدہ پر مرتب کئے ہیں کہ اگر کسی شخص کے فعل مباح کرنے سے دوسرا شخص معصیتِ اعتقادی یا عملی میں مبتلا ہو جاوے تو اُس شخص کو اِس فعلِ مباح کا ترک کر دینا واجب ہے چنانچہ ماہرینِ فنِ فقہ پر یہ امر مخفی نہیں۔

فصل تاسع۔ اس بیان میں کہ بالفرض اگر نہ اُس شخص کو ضرر ہو نہ اُسکی وجہ سے دوسرے کو ضرر ہو لیکن اہلِ بدعت کے ساتھ تشبہ ہوتا ہو جیسا کہ اِس زمانہ میں مشاہدہ ہو رہا ہے کہ یہ فعل کثرت سے اہلِ بدعت میں شائع ہو رہا ہے اور اِسی قوم کا شعار بن گیا ہے تو اِس مشابہت سے بچنے کے لئے اِس عمل کا ترک کر دینا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اُن ہی میں سے ہے دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ اُنہی میں سے ہے اور نیز وارد ہے کہ تہمت اور بدگمانی کے موقع سے بچو اور ظاہر ہے کہ بدعقیدہ لوگوں کی وضع اختیار کرنے سے دیکھنے والوں کو خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہوتی ہے اِس قاعدہ پر

ہمارے فقہانے بہت مسائل متفرع کئے ہیں مثلاً اونچے مقام پر تنہا امام کے کھڑے ہونے کو مکروہ کہنا کسی زمانہ میں داہنے ہاتھ میں انگشتری پہننے کو مکروہ کہنا یہ سب فروع اسی اصل کے ہیں امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی سنت شعار اہل بدعت کا ہو جاوے تو اُس کو ترک دینا چاہیئے تاکہ اُن سے مشابہت نہ ہو جاوے آہ۔ جب سنت کا یہ حکم ہے تو مباح تو بدرجہ اولیٰ ایسی حالت میں قابلِ ترک ہوگا۔

فصل عاشر = اِس بیان میں کہ اگر کہیں تشبّہ کا بھی شبہ نہ ہو تب بھی بوجہ مختلف فیہ اور محل خطر ہونے اِس عمل کے ترک ہی کرنا افضل اور موجب اجر و ثواب و اقرب الی الاحتیاط ہے۔ رسالۂ ابطال میں ہے کہ اِس تمامتر بیان کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ اقوال اور دلائل کا اختلاف بیان کیا ہے اِس سے یہ امر بلا شبہ حاصل ہوتا ہے کہ سماع امور مشتبہ میں سے ہے اور ایمان والے شبہات کی حد پر اٹک جاتے ہیں جیسا حدیث صحیح میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے ترک کیا شبہات کو بچالیا اُس نے اپنی آبرو اور دین کو اور جو شخص سرحد کے اِرد گرد پھرا تو کھیت میں جا پڑنا بھی اُس سے بعید نہیں بالخصوص جبوقت اشعار میں مضامین حُسن و عشق کے ہوں تو اُن مضامین کا سُننے والا کسی نہ کسی بلا میں ضرور جا پھنستا ہے گو دین میں کیسا ہی مضبوط کیوں نہ ہو خصوصًا جب کہ گانے والا صورت شکل اور آواز کا اچھا ہو۔ اور عرب میں جو گانا تھا اُس میں اکثر اشعار حرب و ضرب و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے ہوتے تھے پس جو شخص اپنا دین بچانا چاہے اور سلامتی کا خواہاں ہو وہ بہت احتیاط رکھے کیونکہ شیطان کے بہت جال ہیں ہر شخص کے واسطے اُسکے مناسب حال ایک جال پھیلاتا ہے اور بعض اوقات جس گانے کا ہم نے بیان کیا ہے یہ اُسکے بڑے مکروں میں سے ہو جاتا ہے خاص کر ایسے شخص کے لئے جو زمانۂ شباب میں ہو آہ۔ رسالہ ابی الروح میں ہے کہ جانب عمل میں احتیاط یہی ہے کہ گانے بجانے سے بالکل پرہیز رکھے کیونکہ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے مانع نے تو اُس کو حرام کہا ہے دوسرا فریق اُسکو مباح ٹھہراتا ہے اور جب کوئی امر درمیان اباحت اور حرمت کے دائر ہو تو احتیاط اُس سے بچنے میں ہے کیونکہ کرنے میں یہ خرابی ہے کہ مانع کے نزدیک یہ شخص حرام کا مرتکب ہوا اور فاسق مردود الشہادۃ ہو گیا جب کہ اُس پر اصرار کرنے لگا اور چھوڑنے میں مباح کہنے والے کے

نزدیک فاسق کیا بلکہ ملامت کے قابل بھی نہیں ہوا کیونکہ اُسکے نزدیک تو محض مباح تھا اور ترک مباح سے کسی کے نزدیک بھی گناہ نہیں ہوتا بلکہ ثواب ملتا ہے جب اِس نیت سے چھوڑ دے کہ اختلاف سے بچا اور ہے آہ۔

عوارف میں ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السّلام سے سماع کی نسبت پوچھا جس میں اہل طریقت اختلاف کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ایک پھسلنا پتھر ہے ہر ایک کا قدم اُسپر نہیں جمتا مگر عارفین کاملین کا فقہا نے فرمایا ہے کہ جب کسی امر میں یہ تردد ہو کہ یہ سنّت ہے یا بدعت تو وہاں اُس سنّت کا ترک کر دینا چاہیئے۔ نیز عوارف میں ہے کہ حضرت جنید رح کا قول منقول ہے کہ میں نے ابلیس سے خواب میں پوچھا کہ ہمارے یاروں پر بھی تیرا قابو چلتا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اُن کے معاملہ میں دق ہو جاتا ہوں کسی طرح اُنپر داؤ نہیں چلتا مگر دو موقعوں پر۔ میں نے اُن موقعوں کو دریافت کیا کہنے لگا ایک سماع کا وقت دوسرا کسی پر نظر ڈالنے کا وقت کہ اُس میں اُنکو لے ڈالتا ہوں آہ۔ اِن دلائل سے ثابت ہوا کہ حفاظت دین کے لئے شبہہ ناک امور سے بچنا ضروری ہے بالخصوص حضرات صوفیہ کے لئے جن کی نظر میں آداب و مستحبات مثل فرض کے اور مکروہات مثل حرام کے ہوتے ہیں چنانچہ حرز ثمین میں حضرت حاتم اصم رح کی حکایت ہے کہ ایک بار مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں اندر رکھا گیا معًا رنگ مبارک متغیر ہو گیا اور ڈرتے کانپتے باہر نکلے۔ پھر داہنا پاؤں اندر رکھا کسی نے اسکا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک ادب بھی آداب میں سے ترک کر دوں تو اندیشہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو جو کچھ دیا ہے سب سلب فرمالیوے۔ ؎ مقربان را بیش بود حیرانی + اِسی جگہہ سے مشہور ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ اس طریق کا تمامتر دار و مدار طہارت قلب پر ہے جسقدر طہارت میں مبالغہ ہوگا انوار و اسرار کا نزول ہوگا اور جب مشتبہ امر میں مبتلا ہوا کامل طہارت کہاں رہی۔

ملخص فصول دہ گانہ کا یہ ہے کہ اول تو اس عمل کے مباح ہونے میں تردد پھر مباح بھی مانا جائے تو اُسکے شرائط اس کثرت سے ہیں کہ اس زمانہ میں اُس کا ایک جزو بھی نہیں پایا جاتا اور اس سے بھی قطع نظر کیجاوے تو عوام کی حفاظت اور کجرو لوگوں کی مشابہت کا شبہہ اور خود اسکا محل خطر ہونا یہ سب امور مقتضی احتیاط کو ہیں واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وبیدہٖ ازمۃ التحقیق ۰

خاتمہ بعض شبہات زبان زد عوام کی تشفی مین

بعضے لوگ یہ شبہ کیا کرتے ہیں کہ یہ عمل بڑے بڑے اکابر سے منقول ہے پھر قبیح کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُن حضرات نے شرائط وآداب کی رعایت سے سُنا ہے اُسکو کون قبیح کہتا ہے اور اب وہ شرائط مفقود ہیں اس لئے منع کیا جاتا ہے اپنے فعل کو اُن کے فعل پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور اگر احیاناً کسی صاحب حال سے بلا اجتماع شرائط یا مجمع عام میں سُننا منقول ہو تو سبب اُسکا غلبۂ حال وبیخودی ہے جس میں وہ معذور ہیں مگر دوسرون کو اقتدار جائز نہیں اور اگر بلا اجتماعِ شرائط وبدون غلبۂ حال کسی سے سُننا منقول ہو تو بعد صحت روایت جواب یہ ہے کہ اصول شرعیہ میں سے ہے کہ بجز خیر القرون کے کسی کا فعل حجت نہیں اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم فعل سے احتجاج نہیں کرتے بلکہ اُن کا قول اور فتویٰ بھی ثابت ہے اور بہت سے رسالے اس باب میں لکھے گئے ہیں چنانچہ آجکل ایک مجموعۂ رسائل اربعہ فرح الاسماع وابطال دعوے الاجماع وبوارق الاسماع ورسالہ ابی الروح فی السماع شائع ہوا ہے جس میں فتویٰ جواز موجود ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ان صاحبوں نے اس زمانہ کے سماع کو مباح نہیں فرمایا جس میں بیشمار منکرات جمع ہیں چنانچہ رسالہ ابی الروح میں تصریح ہے کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ اُس غناء میں ہے جس میں کوئی امر منکر نہ ہو رہا وہ غناء جس میں منکرات کا اقتران ہو جیسا اس زمانہ میں رواج ہے سو کلا وحاشا کہ دو شخص بھی اُسکے حرام ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتے آہ۔ اور جابجا رسائل مذکورہ کی عبارتیں اثنائے کلام میں جن میں ہمارے دعوے کی تائید موجود ہے نقل کر چکے ہیں اب ان سے سماع متعارف کے جواز پر استدلال کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص مفتی شرع سے روٹی کے حلال ہونے کو سُنکر غصب وظلم سے کھانا شروع کردے کہ مفتی صاحب نے روٹی کو حلال کہا ہے تو صاحب مفتی نے تو روٹی کی ذات کو حلال کہا ہے یہ تو نہیں کہ غصب وظلم سے جو حاصل کیا جاوے اُس کو بھی حلال کہا ہے اور اگر شرائط وعوارض سے بھی قطع نظر کی جاوے تو غایۃ مافی الباب اقوال مذکورہ سے اتنا ثابت ہوگا کہ بعض کے نزدیک مباح بھی ہے اس سے اباحتِ قطعیہ اجماعیہ تو ثابت نہ ہوئی پس جس حالت میں بہت سے اکابر اولیا منع بھی فرما رہے ہیں جس کا ابھی ذکر آچکا ہے تو اُس کی اباحت وحرمت میں تردد ہوگیا اور یہ پہلے

معلوم ہو چکا ہے کہ ایسے تردد کی چیز کو ترک کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ اب اُن اکابر کی ممانعت کے بعض فتوے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں :۔

حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اگر حاضر ہو اُس میں کوئی گناہ کی بات جیسے طبلہ اور مزمار اور عود اور بانسلی اور رباب اور معازف اور طنبور وغیرہ تو اُس جگہ نہ بیٹھے کیونکہ یہ سب حرام ہیں اور تذکرۃ الاولیاء کے مختلف صفحات میں یہ روایتیں ہیں سعید بن جبیر رح نے تین نصیحتوں میں سے ایک نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے کان کو راگ باجے سے بچانا اگرچہ تو کامل ہو اسلئے کہ مزامیر آفت سے خالی نہیں اور آخر الامر اپنی خباثت پیدا کرتا ہے ابو سعید خزاز نے فرمایا کہ میں نے دمشق میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض پر تکیہ کئے ہوئے تشریف لائے ہیں اور میں بجائے خود انگلی اپنے سینہ پر بجاتا ہوں اور شعر پڑھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اسکی بدی نیکی سے زیادہ ہے یعنی سماع نہ کرنا چاہیئے حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رح کے ملفوظات میں ہے کہ حضرت شیخ قطب عالم رکن الحق والدین گنج شکر رحمہ اللہ فرمودند شخصے نائے زدن گرفت فرمودند منع کنند روا نیست چوں سرود گویاں می رسیدند نیز منع می کردند و گاہے بر سر آں نمی شدند تا آنکہ سرود می گفتند روئے مبارک بر ما آوردند بر سیدند ذکر می گویند عرض داشتیم ذکر نمی گویند سرود می گویند ایں چنیں مستغرق بودہ اند سرود شنیدن روا نیست کہ القاری والسامع سواء زیرا چہ شنوندہ را نہی منکر واجب آمد پس منع بکنند چوں بشنود ایضاً عزیزے پرسید منع سماع سبب چیست کہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مروی ست ؎ لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی ❊ فلا طبیب بھا ولا راقی ❊ الا الحبیب الذی شغفت بہ ❊ فعندہ رقیتی و تریاقی بر لفظ مبارک راندند روایت صحیح نیست غیر صحیح ست بر طریق احتمال والاحتمال ترک واجب و دست بر دست نزدہ اند و غنغنہ نکردہ اند باواز خوش طریق شعر خواندہ اند بعد ازاں فرمودند دست بر دست زدن منع ست زیرا چہ تشبہ بسرود گویاں می شود مگر بیک طریق پشت دست راست بر کف دست چپ بزنند چوں کسے را طلبند زیرا چہ تشبہ نیست و ایں معمول مخدوم بودہ است پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرزند من ایں فوائد کہ گفتم ملفوظ بنویسید پس نبشتم آہ۔ الروایات کلھا اخذت من رسالۃ النصیحۃ۔ عبارت مذکورہ میں تو علی الاطلاق سماع پر انکار ہے۔

اب بعضے بزرگوں کے ملفوظات نقل کئے جاتے ہیں جنہیں اس زمانہ کے سماع پر بوجہ مفقود ہونے شرائط کے انکار ہے۔ جواہر غیبی میں مصباح الہدایہ سے منقول ہے دریں زمان سماع بروجہیکہ عادت اہل روزگار متصوف ہے است عین وبال ومحل انکار است چہ بیشتر دریں وقت مشاہدہ میرود وبناء آن بر دواعی نفسانی وحظوظ طبعی ست نہ برقاعدۂ صدق واخلاص وطلب مزید حال کہ وضع ایں طریق دراصل برآں اساس بودہ است جماعتے را بر حضور مجلس سماع داعیہ تناول طعامے کہ دراں مجمع متوقع بود وطائفہ را میل رقص ولہو وطرب وعشرت وقومے را رغبت بمشاہدۂ منکرات ومکروہات وجمعے را استجلاب نعم دنیوی وبعضے را اظہار وجد وحال وگروہے را گرم داشتن بازار وایں جملہ محض گناہ وعین وبال ست ومحل انکار۔ اور فوائد الفواد میں ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ فرمودند کہ چند چیز موجود شود سماع آنگاہ شنود وآں چیست مُسمِع ست ومسموع ومُستَمِع وآلہ سماع است وفرمودند مسمع گویندہ است می باید کہ مرد تمام باشد وکودک وعورت نباشد اما مسموع آنچہ می گوید باید کہ ہزل وفحش نباشد۔ اما مستمع آنکہ می شنود باید کہ بحق شنود ومملو باشد از یاد حق اما آلہ سماع وآں مزامیر است چوں چنگ ورباب ومثل آں باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال باشد۔ ایک شبہہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں درویش کو ایسا حال آیا کہ چوٹ لگنے کی بھی خبر نہیں ہوئی اگر یہ عمل باطل ہوتا تو اس میں یہ تاثیر کیوں ہوتی جواب اسکا یہ ہے کہ بیخودی کے اسباب مختلف ہیں کبھی غلبۂ ذوق باطن سے ہوتی ہے کبھی شدت سرور سے کبھی فرط غم سے کبھی جنون سے کبھی کسی نشہ دار چیز کھانے سے کبھی ہیجان نفس سے کبھی کثرت تخیئے سے کبھی نشاط طبعی سے جس طرح سانپ بین کے آواز سے مست ہو جاتا ہے وغیر ذلک اور ظاہر ہے کہ بعض ان اسباب میں محمود ہیں اور بعض مذموم تو مطلق بیخودی دلیل حقانیت ومقبولیت کیسے ہو سکتی ہے۔ اب ایک شبہہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں درویش نے سماع میں کسی شخص کو نگاہ اٹھا کر دیکھا اور وہ لوٹ پوٹ ہو گیا اگر یہ عمل مقبول نہ ہوتا تو اس میں ایسا اثر نہ ہوتا اس کا جواب بھی ظاہر ہے جیسا خود بیخود ہو جانا دلیل حقانیت کی نہیں چنانچہ ابھی مذکور ہوا اسی طرح دوسرے کو بیخود کر دینا بھی دلیل مقبولیت کی نہیں ہو سکتی اصل یہ ہے کہ ایسے تصرفات ثمرات ریاضت سے ہیں۔ خواہ وہ ریاضت حق ہو یا باطل۔ اکثر ساحر اور جوگی بڑے بڑے کرشمے دکھلا دیتے ہیں اس کو ولایت سے کوئی علاقہ نہیں البتہ اگر ایسے

خوارق اتباع سنت کے ساتھ ہوں تو وہ کرامت اور علامت ولایت ہیں ورنہ محض استدراج ہیں
ایک شبہہ یہ ہوتا ہے کہ خیر ہم میں وہ شرائط جن سے سماع جائز ہوتا ہے نہ سہی۔ لیکن اُن حضرات
کی صورت بنانے اور نقل کرنے میں بھی بڑی برکت اور انوار ہیں۔ اِس لئے ہم تقلیداً اِس فعل کو کرتے
ہیں۔ جواب اِس کا یہ ہے کہ بزرگوں کی صورت وضع بنانا بلاشک نہایت خوبی کی بات ہے
مگر یہ اُس امر میں ہے جس میں کسی طرح کا خطر اور ضرر نہ ہو بلکہ وہ خیر محض ہو۔ یہ قاعدہ اُس کے
لئے ہے کہ اگر اس درجہ کا خلوص و ذوق شوق کسی میں نہ ہو تاہم صورت بنانا بھی موجب برکت
ہے جس طرح نوافل پڑھنا اوراد و وظائف پڑھنا اُن کا سا لباس پہننا اُن کا سا کلام کرنا اُن کی
طرح چلنا پھرنا وغیر ذلک اور جو امر خطرناک ہو اور اُسکے ارتکاب کی بہت سی شرطیں مقرر ہوں اُسکے
لئے یہ قاعدہ نہیں۔ حضرت مولانا رح ایسی ہی تقلید کی نسبت فرماتے ہیں ؎

او اگر زہرے خورد شہدے بود	تو اگر شہدے خوری زہرے بود
ای مری کردہ پیادہ باسوار	سر نخواہی بُرد اکنون پائے دار

اور اس قسم کے اور بھی ضعیف ضعیف شبہات ہیں جن کا جواب بعد تحقیق اصول مذکورہ کے ہر شخص
بخوبی نکال سکتا ہے حاجت بیان نہیں۔

اب تحریر ہذا کو اِس وصیت پر ختم کیا جاتا ہے کہ طالب حق پر لازم ہے کہ ہر امر میں طریق سلامتی
و احتیاط کو اختیار کرے۔ اور طریق احتیاط اِس امر میں یہ ہے کہ نفس سماع کو مختلف فیہ سمجھے اور اس
میں جو خرابیاں مل گئی ہیں اُن میں جن کی بُرائی دلیل قطعی سے ثابت ہے اُن کو حرام قطعی اور جنکی
بُرائی دلیل ظنی سے ثابت ہے اُن کو حرام ظنی جانے اور خود اِس عمل سے حتی الامکان بچتا رہے
اور جس کو مبتلا دیکھے اگر وہ شخص آداب و شرائط کی رعایت رکھتا ہے جس سے نہ اُس کو ضرر ہوتا ہے
نہ اُسکی وجہ سے دوسرے کو۔ ایسے شخص سے تعرض نہ کرے اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ نہیں
رکھتا تو اِس فعل بہیئت کذائیہ پر تو انکار کرتا رہے۔ مگر فاعل پر علی الاعلان طعن و لعن اور اُسکی تفضیح
و تقبیح نہ کرے کہ مورث فتنہ و موجب عداوت ہے اور نیز ممکن ہے کہ اُسکو کوئی عذر خفی ہو یا کسی تاویل
سے اُس کا ارتکاب کرتا ہو۔ یا غلط فہمی اُس کا باعث ہو اور اِن حالتوں میں تشدد زیبا نہیں البتہ
خلوت میں نرمی سے اگر اُسکو فہمائش ممکن ہو تو دریغ نہ کرے جب تک کہ امید قبول باقی ہو اور جب

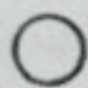
نا امیدی ہو جاوے کہ یہ نہ مانے گا تو اُس سے تعرض چھوڑ دے اور اسکی اصلاح و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔ اور اُسکی بڑی احتیاط رکھے کہ جن حضرات میں ظاہراً آثار مقبولیت اور بزرگی کے پائے جاویں اور اکثر اعمال میں شریعت کے پابند ہوں گو بوجہ غلط فہمی یا تاویل ضعیف یا غلبۂ حال یا غلطی فتوائے مفتی کے اُن سے کوئی لغزش صادر ہوتی ہو اُن کی شان میں کسی قسم کی بدزبانی یا بدگمانی نہ ہووے کہ اُس کا وبال از بس عظیم ہے حتّٰی کہ عداوت اولیا احیاناً موجب سلب ایمان ہو جاتی ہے۔ عیاذاً باللہ تعالیٰ منہ ؎

ہاں دہان ترکِ حسد کن با شہاں متہم کم کن بدزدی شاہ را	ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں ورنہ باشی ہیچ ہیچ از ہیچیاں	عیب کم کن بندۂ اللہ را پس روہر دیو باشی سیتہاں

اللھم اجعلنا من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھداھم اللہ و اولٰئک ھم اولوا الالباب وصل علی سیدنا محمد رسولک وحبیبک مع اٰلہ واصحابہ واجعلنا معھم یوم الحساب فی دار الثواب بدءت وختمت فی کودۃ تھانہ بھون شہر شوال المکرم سنہ ۱۳۱۷ ہجری ۃ

خاتم الطبع

مکتبہ قاسمیہ
۱۷۔ اردو بازار لاہور



مروجہ قوالی کے بارے میں احمد رضا خان صاحب بریلوی کا مفصل فتوی جوان کی کتاب احکام شریعت ص۶۰ تا ص۶۵ میں درج ہے۔

مسئلہ: ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے۔ میں چلا گیا۔ وہاں جاکر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

الجواب:

ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے' یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں' بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ' اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ' اور سب حاضرین کے برابر جدا' اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ' اور قوالوں کے برابر جدا' اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا' ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سُنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا' یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا' پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے۔

لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا:

كما قالوا في سائل قوي ذي مرة	جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارہ
سوى ان الآخذ والمعطى آثمان	میں جو طاقتور تندرست ہو کہ ایسا خیرات
لانهم لو لم يعطوا لما فعلوا فكان	لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گنہ گار
العطاء هو الباعث لهم على	ہیں۔ کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ
الاسترسال في التكدي السؤال	گداگری کا مذموم کاروبار نہ کریں۔ پس ان کی
وهذا كله ظاهر على من عرف	عطا ان کی گداگری کا باعث ہی۔ اور یہ سب
القواعد الكريمة الشرعية، و	قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے' اور

باللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الی ھدی کان لہ من	جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا
الاجر مثل اجور من تبعہ لا	اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے
ینقص ذٰلک من اجورھم	اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے
شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان	اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے
علیہ من الاثم مثل آثام من	اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر
تبعہ لا ینقص ذٰلک من	اسیر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں
آثامھم شیئا۔	کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون	ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے
الحر والحریر والخمر والمعازف۔	ہیں جو حلال ٹھیرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ
حدیث صحیح جلیل متصل ثقہ	یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو

اخرجہ ایضا احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابونعیم باسانید صحیحۃ لا مطعن فیھا وصححہ جماعۃ آخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بادہ بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور

گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لیے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشت قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں۔ نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

"مزامیر حرام است"

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبریٔ عن ہذہ التہمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔	ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد، ظاہرۃ الفساد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق و الدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیز می باید تا سماع مباح می شود مسمع و مستمع و مسموع و آلۂ سماع مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد،	حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں، کچھ اس کلام میں جو

کودک نباشد و عورت نباشد، مستمع
آنکہ می شنود از یادِ حق خالی نباشد و
مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد
و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و
رباب و مثل آں۔ می باید کہ درمیان
نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔

سنائی جائے۔ کچھ آلۂ سماع میں یعنی سنانے
والا کامل مرد ہو چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت
نہ ہو۔ سننے والا یادِ خدا سے غافل نہ ہو اور
جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی
نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی
اور رباب وغیرہ۔ چاہیے کہ ان چیزوں میں
کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلۂ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:

"یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ
عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از
درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و
رباب و مزامیر بود رقص کردند۔ فرمود نیکو
نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ
است۔ بعد ازاں یکے گفت چوں ایں
طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند بایشاں
گفتند کہ شما چہ کردید، درآں مجمع مزامیر
بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید
ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق
سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر
است یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ
فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ
کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض
آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں
جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے
رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا
جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے
اس کے بعد ایک نے کہا۔ جب یہ جماعت
اس مقام سے باہر آئی، لوگوں نے ان سے
کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ وہاں تو مزامیر تھے
تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے
جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ
کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا
نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں

سخن در ہمہ معصیتہا بیاید   اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں۔ اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔ اسی [illegible] میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد تسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنود بلکہ پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نزند کہ آں بلہو می ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است۔ پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں باب نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است اھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ [illegible] آواز سنانا نہ [illegible] ایک ہاتھ ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ [illegible] ہوگا بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے [illegible] یہاں تک [illegible] کی چیزوں اور ان کی طرح [illegible] سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق [illegible] ہیں۔

مسلمانو! اجلۂ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت [illegible] ممنوع بتائیں، وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت! للہ انصاف [illegible] خبط بے ربط ہے۔ اللہ اتباع شیطان سے بچائے اور اپنے سچے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع [illegible] فرمائے۔ آمین الٰہ الحق آمین۔ بجاہہم عندک آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کلام بہاد [illegible] ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔ واللہ الھادی۔ واللہ اعلم

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

[illegible]